www.emarsiya.com

شہزادۂ فرات

یا د خدا ہے راہ طریقت کلام کی

انتساب

میں اپنی یہ کوشش عزیزم سید اصغر حسین ابن سید اظہر حسین مرحوم سے منسوب کرتا ہوں۔

آثر سلطانپوری

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

گزارش

اس مرثیے میں مبصر کو حسب ذیل مصرعے پر اعتراض ہوا

عباس بندگیٔ امامت کا نام ہے

موصوف کا خیال ہے کہ بندگی کا لفظ خدا کے لئے مخصوص ہے' جبکہ مصرعہ امامت کی بندگی' کی خبر دیتا ہے۔ یہ بات کئی آدمیوں کی موجودگی میں کہی گئی تھی مبصر کی شخصیت کے پیش نظر خیال ہوا کہ اس کی وضاحت کسی اور وقت تنہائی میں کروں تو بہتر ہوگا مگر موقع نہ مل سکا اور نوبت طباعت کی آ پہنچی چونکہ وہ مصرعہ اسی طرح چھپ رہا ہے لہذا ضرورت ہے کہ کچھ عرض کردوں شاید بات مناسب ہو اور مان لی جائے۔

اگرچہ شاعر کے لئے پیرومرشد اسداللہ خاں غالب کا یہ مصرعہ نشان منزل ہے

مشغول حق ہوں بندگیٔ بوتراب میں...... مگر یہاں میں ان کی تقلید میں نہیں' انہوں نے بندگیٔ بوتراب کہا ہے...... میں نے بندگیٔ امام نہیں بلکہ بندگیٔ امامت کہا ہے...... بندگیٔ امامت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو بندگی کرنے والا امامت کی پرستش کرے (جیسا کہ مبصر نے خیال فرمایا) مگر یہ محاورہ غلط ہے امامت کی پیروی کی جاتی ہے پرستش نہیں۔ لامحالہ دوسرے معنوں میں آنا پڑے گا کہ امامت نے جو بندگی کی۔ ہوا یہ کہ بعد وفات جناب سیدہؑ امیرالمومنین نے حضرت ام البنین سے شادی کی جب معظمہ گھر میں آئیں مولائے متقیان حجلۂ عروسی میں داخل ہوئے مصلی بچھایا اور دو رکعت نماز شکر ادا کی بارالٰہا تیرا لاکھ لاکھ شکر کہ تونے بضعۃ الرسول کا گھر پھر آباد کر دیا پھر دو رکعت نماز حاجت پڑھی ہاتھ فضا میں بلند ہوئے۔ پالنے والے مالک قدر و قضا تو ہے تو وہی کرتا ہے جو تری مشیت میں گزرتا ہے بندے کو کیا دخل مگر تو نے کہا ہے مجھ سے مانگو' میں قبول کروں اس لئے عرض کرتا ہوں کہ جیسے میں زندگی بھر عبد من عبید محمدؐ رہا اے تمام عطا کرنے والوں سے بہتر عطا کرنے والے مجھے ایک بیٹا عطا کر جو زندگی بھر عبد من عبید حسینؑ رہے...... بندگیٔ امامت سمٹی' عباسؑ پیدا ہوئے اور شاعر نے کہا۔ ع عباسؑ بندگیٔ امامت کا نام ہے

آثر سلطان پوری

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہزادۂ فرات

(۱)

یادِ خدا ہے راہِ طریقت کلام کی　　توصیفِ مصطفٰےؐ ہے شریعت کلام کی
تسبیحِ فاطمہؑ ہے طہارت کلام کی　　ذکرِ ابوترابؑ ہے زینت کلام کی
حسنینؑ میرے حُسنِ بیاں کے اصول ہیں
اشعار میں کِھلے ہوئے عصمت کے پھول ہیں

(۲)

پھولا چمن مہکنے لگی بزمِ فکر وفن　　جمنے لگی خیال میں لفظوں کی انجمن
ڈھلنے لگے شعور میں اشعارِ گلبدن　　مدحت کے آبشار میں بجنے لگا سخن
رس گھولتی ہے لفظوں کی ترتیل کان میں
ہے زمزمہ نوازئ زمزم زبان میں

(۳)

مّواج زمزموں کا سمندر ہے یم بہ یم　　لہروں میں سنسناتی ہواؤں کا پیچ وخم
ذرّوں میں گنگناتے ستاروں کا زیروبم　　اس زیروبم کے دوش پہ تکبیر کا علم
پنچم کے پانچ آئینے پنجہ لئے ہوئے
مّدھم کی نو بہار پھریرا لئے ہوئے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۴)

یادش بخیر آیا لبوں پر علم کا نام　　مربوط اِس علم سے ہے یادوں کا اژدہام
دوڑا ہے اس کے پاؤں سے قرآن کا نظام　　پھیلا ہے اس کے سائے میں اسلام کا پیام
اُٹھا مدینے سے تو ابھرتا چلا گیا
پہونچا جو کربلا میں زمانے پہ چھا گیا

(۵)

اللہ سے رسولؐ کو آیا ہے یہ علم　　جعفر نے جنگِ بدر میں پایا ہے یہ علم
خیبر کے دن علیؑ نے اُٹھایا ہے یہ علم　　شبیرؑ نے پھر آج سجایا ہے یہ علم
شانِ علم کو شانۂ کرّار چاہیے
جیسا علم ہے ویسا علمدار چاہیے

(۶)

جس دن ہُوا تھا فاطمہؑ زہرؑا کا انتقال　　تھا فاطمہؑ کے پھول سے بچوّں کا غیر حال
سب سے زیادہ دیکھ کے شبّیرؑ کو نڈھال　　اُس دن سے تھا علیؑ کو علمدار کا خیال
سایہ حسینؑ کا جو رہے چھاؤں دھوپ میں
حیدؑر کی چال ڈھال ڈھلے جس کے روپ میں

(۷)

قدرت نے اس خیال کو جامہ کیا عطا　　حیدؑر سے عقد ہوگیا اُمُّ البنین کا
زہرؑا کا چاند گود میں ماں کہہ کے آ گیا　　ماں بن گئیں تو چاند کو ہالا عطا کیا
پھیلی ضیائیں فاتحِ خیبر کی گود میں
عبّاسؑ کھیلنے لگے حیدؑر کی گود میں

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۸)

خیرالنساءؑ کے باغ میں پھر آ گئی بہار　　مولود پر ہیں مہر و محبّت کے گل نثار
آیا ہے گلستانِ ولایت پہ کیا نکھار　　صحن ابو تراب گھر آنگن ہے چاہ پیار
دوشِ ہوا پہ بوئے وفا پھیلتی ہوئی
عبّاسؑ کی مہک ہے دلوں میں بسی ہوئی

(۹)

زینبؑ کا شاہزادے سے ہر دم وہ لاڈ پیار　　کلثوم چھوٹے بھائی پہ سو جان سے نثار
منہ چومنا وہ حضرت شبّرؑ کا بار بار　　مچلے کبھی تو ہوگئے شبّیرؑ بے قرار
ماں چومتی بتولؑ کے پیاروں کو جھوم کر
رو دیتا باپ بیٹے کے شانوں کو چوم کر

(۱۰)

ہر روز روزِ عید تھا ہر شب شبِ برات　　جھولا کی گاہوارۂ تقدیس میں حیات
روئے حسینؑ آنکھ میں مٹھی میں کائنات　　یوں ایک سال کا ہوا شہزادۂ فرات
آنگن میں پاؤں پاؤں چلا عید ہوگئی
کھُل کر زبان دفترِ توحید ہوگئی

(۱۱)

بولے علیؑ عدد کی کہو ابتدا ہے ایک　　عباسؑ نے کہا کہ یقیناً خدا ہے ایک
دل بولتا ہے خالقِ ارض و سما ہے ایک　　کہتی ہے عقل مالک قدر و قضا ہے ایک
توحید کی تھی بات معاً ایک کہہ گئے
جب دو کی بات آئی تو چپ ہو کے رہ گئے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۱۲)

پایا انہیں جو چپ تو علیؑ نے کیا سوال   خاموش کیوں ہو اے مرے فرزند خوش خصال
بعد ایک کے ہو دو تو تمہیں کیا ہے قیل وقال   دستِ ادب کو جوڑ کے بولا وہ نونہال
جب کہہ چکی زبان کہ وہ لامکاں ہے ایک
دو کس زباں سے کہئے کہ منہ میں زباں ہے ایک

(۱۳)

کتنی علیؑ مزاج طبیعت میں تھی کشش   ہر دم حصولِ علم کی دل میں رہی خلش
گہہ بخششِ حسینؑ، حسنؑ کی کبھی دہش   ہوتی رہی حصارِ امامت میں پرورش
ہر فضل ہر کمال میں مشّاق ہوگئے
دسویں برس میں شہرۂ آفاق ہوگئے

(۱۴)

ہر ڈھنگ کے علیؑ نے سکھائے فنونِ جنگ   گرز وسنان ونیزہ وشمشیر وتیر وسنگ
ہر فن میں وہ عبور کہ مردانِ جنگ دنگ   ہر شعبۂ نبرد میں بالکل علیؑ کا رنگ
حق نے علیؑ کا زور علیؑ نے ہنر دیا
جنگ وجدل میں اپنی طرح طاق کر دیا

(۱۵)

وہ علم تھا کہ مچ گئی دنیا میں کھلبلی   اعمالِ صالحات کا شہرہ گلی گلی
پاکیزگی وعصمتِ کردار میں ولی   کیا کہنا اس کا جس کے اتالیق ہوں علیؑ
بعد از امام خلق سے اولیٰ بنا دیا
اپنی طرح خدائی کا مولیٰ بنا دیا

شفق ہ

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۱۶)

ضربت سے شق ہوا جو سرِ فاتحِ حُنین　　اُس دن تھے فکر مند بہت شاہِ مشرقین
تھا دل میں کربلا کے محمدؑ ہیں یہ حسینؑ　　بر آئے یہ مراد بھی دل کی تو پاؤں چین
جیسے رہا غلام رسولِ خداؐ کے ساتھ
ہو اک علیؑ محمدِؐ کرب و بلا کے ساتھ

(۱۷)

آیا جو وقتِ رحلتِ سُلطانِ کائنات　　کنبے کو سارے کر کے وصیّت بہ التفات
سب گھر کیا سپرد حسنؑ کے، دمِ وفات　　دستِ حسنؑ میں تھا بجُز عباسؑ سب کا ہاتھ
عبّاسؑ کو پکار کے دیکھا حسینؑ کو
اپنا علیؑ سنوار کے سونپا حسینؑ کو

(۱۸)

عباسؑ سے کہا کہ مرے تم ہو نونہال　　شبّیرؑ ہیں رسولؐ کے فرزند خوشخصال
آقا سمجھتے رہیو سدا ان کو میرے لال　　حاشا برادری کا نہ آئے کبھی خیال
منصب نہ مرتبوں کی طلبگاری کیجیو
شبّیرؑ دیں علم تو علمداری کیجیو

(۱۹)

عاشور کی سحر کو جو سجنے لگا علم　　ازبسکہ تھا نشانِ رسولِ خداؐ علم
ہر شخص احترام سے چوما کیا علم　　سرورؑ نے لے کے ہاتھ میں اسلام کا علم
فرمایا آج ہم کو ضرورت علیؑ کی ہے
اسلام کے علم کو ضرورت علیؑ کی ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۲۰)

اے ساتھیو علم کا سزاوار کون ہے ‏ سب مل کے فیصلہ کرو حقدار کون ہے
تم میں علم اٹھانے کو تیار کون ہے ‏ اسلام کے علم کا علمدار کون ہے
مسند نشینِ حمزہؑ و جعفر بنے گا کون
کرب و بلا کا مالکِ اشتر بنے گا کون

(۲۱)

سب نے کہا پکار کے عباسؑ نیک نام ‏ حمزہؑ پہ بھی سلام ہو جعفرؑ پہ بھی سلام
واجب ہے ہم پہ مالکِ اشتر کا احترام ‏ لیکن بلند سب سے ہے عباسؑ کا مقام
اللہ رکھے فاتحِ خیبر کے لال ہیں
عباسؑ وارثِ اسدِ ذوالجلال ہیں

(۲۲)

یہ شیر جیتی جاگتی صورت علیؑ کی ہے ‏ چہرے پہ شانِ رعب وجلالت علیؑ کی ہے
گھٹی میں گرمجوشیِ جُرات علیؑ کی ہے ‏ مٹھی میں کائنات شجاعت علیؑ کی ہے
شان و شکوہ حیدرؑ کرار ہیں یہی
ہم سب تو لشکری ہیں علمدار ہیں یہی

(۲۳)

عباسؑ کے جو حق میں ہوا سب کا فیصلہ ‏ اپنا علم حسینؑ نے عباسؑ کو دیا
چاروں طرف تھی دھوم کہ احسنت مرحبا ‏ ہر شخص سے یہ حضرت عباسؑ نے کہا
ممنون ہوں جو آپ نے سونپا ہے یہ علم
جب تک ہے جان، جان سے پیارا ہے یہ علم

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۲۴)

دنیائے شر میں خیر کا عباسؑ نام ہے ظلم و جفا سے بیر کا عباسؑ نام ہے
ابلیسیوں کے غیر کا عباسؑ نام ہے شبیرؑ کے نُصیر کا عباسؑ نام ہے
کہتا تھا وہ خدا کوئی جُز مرتضیٰؑ نہیں
یہ کہتے ہیں حسینؑ ہیں سب کچھ خدا نہیں

(۲۵)

اوصاف کی منڈیر کا عباسؑ نام ہے بپھرے ہوئے دلیر کا عباسؑ نام ہے
شیر خدا کے شیر کا عباسؑ نام ہے بختِ عدو کے پھیر کا عباسؑ نام ہے
تقدیر کی لکیر کا عباسؑ نام ہے
اسلام کے ضمیر کا عباسؑ نام ہے

(۲۶)

اُمّ البنین کے پیار کا عباسؑ نام ہے چاہت کے کردگار کا عباسؑ نام ہے
جبر اور اختیار کا عباسؑ نام ہے مردِ وفا شعار کا عباسؑ نام ہے
خوئے وفا بغیرِ محبت فضول ہے
وہ پھول جس میں بو نہیں کاغذ کا پھول ہے

(۲۷)

عباسؑ نام ہے بنی ہاشم کے ماہ کا مالک ہے کربلا کے سپید و سیاہ کا
سالک ہے خانوادۂ عصمت کی راہ کا معجز نما ہے اشہدان لا الہ کا
اغیار سے غنی بھی حسینی فقیر بھی
بے دست بھی گرے ہوؤں کا دستگیر بھی

Scanned with CamScanner

(۲۸)

عباسؑ روشنی کی علامت کا نام ہے عباسؑ بندگی امامت کا نام ہے
عباسؑ امرِ حق کی نظامت کا نام ہے عباسؑ عشق کے قد و قامت کا نام ہے
وہ جذب تھا کہ ذاتِ حسینی میں کھو گئے
جزوِ حسینؑ حضرت عباسؑ ہو گئے

(۲۹)

عباسؑ کردگار کی نصرت کا نام ہے عباسؑ مشکلوں میں رفاقت کا نام ہے
عباسؑ مرتضیٰؑ کی وصیت کا نام ہے عباسؑ کربلا کی ضرورت کا نام ہے
یہ نقطۂ عروجِ مودّت کا نام ہے
یہ وقت کے ولی کی اطاعت کا نام ہے

(۳۰)

ہر بات میں رضائے اولوا الامر پر نظر طینت میں تھا اطاعتِ شبّیرؑ کا اثر
یثرب سے کربلا کی طرف جب کیا سفر باندھی مدینے میں تو نہ کھولی کہیں کمر
ہر گام پیش و راست پس و چپ نگاہ میں
عباسؑ قافلے کے محافظ تھے راہ میں

(۳۱)

کرب و بلا مین جب لبِ دریا کئے خیام آ کر ہوئی جری سے مزاحم سپاہِ شام
غیض و غضب میں شیر بڑھا کھینچ کر حسام سر اڑ گئے تھے روک نہ لیتے اگر امام
روکا عتاب حکمِ شہ کربلائی سے
دیکھا کئے وہ اُٹھ گئے خیمے ترائی سے

شفق ؔ

www.emarsiya.com

(۳۲)

تھی ساتویں کہ آبِ رواں بند ہو گیا　　فریادِ العطش سے لرز اٹھی کربلا
کھودے جری نے سات کنوئیں گھر میں جا بجا　　لیکن کسی کنوئیں سے مقدّر نہیں کھلا
پھرتا تھا پانی یاس کا ہر بار آس پر
دل پھنک رہا تھا گود کے پالوں کی پیاس پر

(۳۳)

آئی نہم کی شام تو بڑھ آئی فوجِ شام　　قُرنا و دَف کے شور سے ہلنے لگے خیام
عبّاسؑ کو بلا کے یہ کہنے لگے امام　　یہ شب جو مانگ لاؤ تو بن جائیں سارے کام
غازی دلیر و شیرِ جری تھا غیور تھا
مہلت نہ مانگنا بھی اطاعت سے دور تھا

(۳۴)

شبخوں کی ٹھانے بیٹھے تھے اُس شب جو اشقیا　　کھودا جری نے خیموں کے گرد ایک دائرہ
خندق سے جب خیام کو محصور کر چکا　　بھڑکا کے آگ شعلۂ جوّالہ کر دیا
خود صدر راستے پہ حفاظت کو ڈٹ گیا
اس طرح سارا وقت عبادت میں کٹ گیا

(۳۵)

اب فیصلہ کرے کوئی انصاف کا دھنی　　سونے سے بے نیاز تو آرام سے غنی
یہ جانفشانیاں یہ مشقّت کھنی کھنی　　غازی کی ذات کون سے جوہر سے تھی بنی
ہے خستگی نہ ضعف، تھکن ہے نہ خواب ہے
آبِ بقا تو اس کے عرق کی شراب ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۳۶)

شب کٹ گئی تو صبحِ شہادت عیاں ہوئی   آلِ نبیؐ پہ اور مصیبت عیاں ہوئی
یہ صبح کیا تھی صبحِ قیامت عیاں ہوئی   تیر آئے فوجِ شام سے آفت عیاں ہوئی
آئے جو تیر، کھینچ کے تلوار جا پڑے
بجلی کی طرح فوج پہ جرار جا پڑے

(۳۷)

عابس، وہب، بریر و زہیر و حبیب و جون   عثمان و موسیٰ، جعفر و احمد، محمد، عون
جرأت کا دشمنوں کے دلوں پہ جما کے لون   اک دوپہر میں چھٹ گئے شہ سے نہ کون کون
ہر بار کڑھتے چھوٹتے غازی جو رہ کے ساتھ
عباسؑ جا کے لاش اٹھا لاتے شہ کے ساتھ

(۳۸)

قاسمؑ کی لاش لائے تو بے حد تھے بیقرار   پامالیٔ یتیم پہ روتے تھے زار زار
کہتے تھے آج چھن گیا ہم سے حسنؑ کا پیار   سبقت یہ کر گئے نہ چچا ہو گیا نثار
دن رات ایک کرتے تھے ہم جن کے واسطے
مر جائیں وہ تو ہم جئیں کس دن کے واسطے

(۳۹)

سب تھے اِدھر شہادتِ قاسمؑ پہ نوحہ گر   تھا لشکرِ یزید مبارز طلب اُدھر
اذنِ جہاد مانگتے اکبرؑ کو دیکھ کر   گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوئے عباسؑ نامور
بولے ہمارے ہوتے یہ شہزادہ جائے گا؟
شاہا یہ غم غلام سے جھیلا نہ جائے گا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۴۰)

کھولا کمر کو رکھ دیے ہتھیار سب بہم کہتے تھے جانے لکھے ہیں قسمت میں کتنے غم
باغِ علیؑ قلم ہو رہے دیکھتا علم فریاد لے کے جائیں خدایا کہاں کو ہم
جائیں نجف تو باپ کو کیا منہ دکھائیں گے
آقا کی ہو رضا تو گلا ہم بندھائیں گے

(۴۱)

بولے حسینؑ میرے برادر اِدھر تو آؤ اکبر سے پہلے جانا تمہیں خیر، غم نہ کھاؤ
پہلے مگر سکینہ کی جاں بھائی جاں بچاؤ چلّاتی ہے کہاں ہو چچا پانی تو پلاؤ
اِک کوشش جمیلہ ہو بچّوں کے واسطے
پانی کی کچھ سبیل ہو بچّوں کے واسطے

(۴۲)

یہ سُن کے دوڑتے ہوئے ڈیوڑھی کی سمت آئے دیکھا کہ در سے لپٹی وہ کرتی ہے ہائے ہائے
اک مشکِ خشک سوکھے ہوئے سینے سے لگائے کہتی ہے عمّو آئے نہیں کون بھر کے لائے
عباسؑ بولے آ گئے ہم اب نہ روؤ تم
بی بی چچا نثار نہ جاں اپنی کھوؤ تم

(۴۳)

گودی میں لے کے پیار کیا پونچھی چشمِ نم کہنے لگے سکینہ سے عبّاسِؑ ذی حشم
باہر ہیں بی بی کام بہت کرنے والے کم خیمے میں کیسے آئیں جو فرصت نہ پائیں ہم
لاؤ ہمیں دو مشک ابھی بھر کے لائیں ہم
بولو کہ اب تو خوش ہوئیں پانی کو جائیں ہم

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۴۴)

وہ بولی جی دھڑکتا ہے کیسے کہوں کہ جائیں میں کہتی ہوں کہ جائیں تو دل بولتا ہے ہائیں؟
ہاں ایک شرط ہے کہ کہیں دیر مت لگائیں پانی چچا ملے نہ ملے آپ جلد آئیں
مشکیزہ دے کے بولی کہ حافظ خُدا رہے
یا رب ہمارے سر پہ سلامت چچا رہے

(۴۵)

مشکیزہ لے کے خیمے سے نکلا وہ خوشخصال اہلِ حرم پکارے کدھر اے علیؑ کے لال
وہ بولے کچھ نہ پوچھو ہے عجلت مجھے کمال آبِ حیات چاہئے اطفال ہیں نڈھال
چومے قدم حسینؑ کے نیزہ اُٹھا لیا
آئے فرس پہ دوش علم سے سجا لیا

(۴۶)

آمد ہے نہر پر شہِ مرداں کے شیر کی فوجِ عدو مثال ہے مٹی کے ڈھیر کی
تحریرِ مرگ لکھتی ہے دہشت دلیر کی سہمی ہوئی نگاہ زبر پر ہے زیر کی
جو پیش پیش تھے وہ مڑے مڑ کے کھو گئے
جو پشت کی پناہ تھے وہ پیش ہو گئے

(۴۷)

پہنچا جری تو کانپ گئے خود سروں کے دل نعرہ کیا تو ہل گئے نام آوروں کے دل
چینِ جبیں سے کٹ گئے فتنہ گروں کے دل چشمِ غضب سے چھد گئے دیدہ وروں کے دل
تھا شور بھاگو جنگ سے ہاتھوں کو جھاڑ کے
لو آگئے علیؑ درِ خیبر اکھاڑ کے

شفقؔ

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۴۸)

آیا کچھ اِس شکوہ سے خیبر کشا کا لال تیوری چڑھی نظر کڑی رخ قہرِ ذوالجلال
کہتے تھے دیکھ دیکھ کے آپس میں یہ شغال واللہ کیا دلیر ہے تلوار ہے نہ ڈھال
نیزہ ہے ایک ہاتھ میں اک ہاتھ میں علم
تیغِ دو دم علم ہے کہ ہے ساتھ میں علم

(۴۹)

پنجے سے برق کوند رہی ہے جو بار بار جل جل کے راکھ ہوتے ہیں پیدل ہوں یا سوار
کرنوں نے گھیر رکھا ہے میدانِ کارزار لیں کس جگہ پناہ شجر ہے نہ کوئی غار
کب ناریوں کو تاب ہے اِس آب و تاب کی
شکلیں جھُلس کے ہو گئیں صورت کباب کی

(۵۰)

چاروں طرف علم کا پھریرا بنا ہے ڈھال ہر ضرب سے بچاتا ہے غازی کو بال بال
دنیا میں اس لڑائی کی ملتی نہیں مثال جب دب کے وار کرتا ہے کوئی زبوں خصال
آجاتے ہیں جناب پھریرے کی اوٹ میں
ہو بے نشانہ وار تو کیا دم ہو چوٹ میں

(۵۱)

لو آگیا جلال میں فرزندِ بوتراب نیزہ اٹھا تو بن گیا اللہ کا عذاب
سینوں کی اور جبینوں کی کھلنے لگی کتاب اُڈی لہو کی سیلِ رواں پی گئے حباب
گردن سے سر سوار فرس سے اڑا دیئے
اک دم کے دم میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۵۲)

نیزہ کو گاڑ گاڑ کے دیتے تھے جب تکاں گرتے تھے دھڑ سے سر تو وہاں اور دھڑ یہاں
تھے لوتھڑے کہیں، کہیں گردن کے استخواں چھیدا تو تھا کہاں سے رگیں کٹ گئیں کہاں
دل سے چلا دماغ کی نس تک نکل گیا
سر پر گرا تو پُشتِ فرس تک نکل گیا

(۵۳)

زن زن بزن پکار کے نیزہ جدھر چلا سر کو جگر کو کاٹ گیا خوں میں بھر چلا
بجلی کی طرح آیا اِدھر سے اُدھر چلا ہوتی نہ تھی خبر کدھر آیا کدھر چلا
نیزہ میں ذوالفقار کی صورت عیاں ہوئی
دو ہاتھ کیا چلا کہ قیامت عیاں ہوئی

(۵۴)

مارا انہیں جو فوج میں صاحب نشان تھے کاٹا انہیں چُنے ہوئے جو پہلوان تھے
اب جان دار صرف بھگوڑوں کی جان تھے بھگدڑ مچی تو گھوڑوں سے آگے جوان تھے
بھاگے جو شہسوار تو پیدل نکل گئے
جنگل کے شیر چھوڑ کے جنگل نکل گئے

(۵۵)

سب ہو گئے فرار اٹھا پہرۂ عدو گھوڑے سمیت نہر میں اُترا وہ ماہرو
حسرت سے بولا چُلّو میں بھر کر وہ آبِ جُو زہراؑ کے پھول سوکھ گئے بہ رہی ہے تو
یہ کہہ کے پانی مار دیا منہ پہ نہر کے
لب تک نہ آسکے کہ وہ قطرے تھے زہر کے

شفق ہم

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۵۶)

غازی نے ڈھیلی چھوڑ دی رہوار کی عناں　　بولے کے تیری پیاس سے دل ہے مرا تپاں
دریا سے اپنی پیاس بجھا تو ہے بے زباں　　اس بے زباں پہ صدقے ہو لیکن ہماری جاں
پانی سے تھوتھنی کو اٹھائے رہا فرس
منہ دیکھ کر سوار کا رویا کیا فرس

(۵۷)

بی بی کی مشک جلدی سے عباسؑ نے بھری　　بھر کر وہ مشک زین پہ رہوار کے دھری
تھا پشت پر سوار جو عباسؑ سا جری　　نکلا فرس بنا ہوا خورشیدِ خاوری
روشن وفا کا نام ہے دونوں کی ذات سے
پیاسے گئے تھے پیاسے ہی نکلے فرات سے

(۵۸)

عباسؑ خیمہ گاہ کی جانب بڑھے اِدھر　　فوجوں کو اپنی شمر پکارا یہ چیخ کر
اے وائے خوف ہے تمہیں پیاسے سے اس قدر　　پیاسا ہی ان کو رکھو تو آسان ہے ظفر
پانی کا اِن کو مل گیا گر ایک جام بھی
پھر تو یہ شیر چھینیں گے کوفہ بھی شام بھی

(۵۹)

لاکھوں ہو تم تو، بڑھ کے اکیلے کو گھیر لو　　سب مل کے برچھیوں پہ اٹھا لو دلیر کو
تلوار کھینچو تیر کمانوں سے زہ کرو　　غربال کر دو، مشک نہ خیمے میں جانے دو
انعام لو دو ماہے سے قسمت سنوار لو
گر آج شیر بیشۂ حیدرؑ کو مار لو

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۶۰)

یہ سُن کے سب لعیں ہوئے یکجا ترائی میں مل کر کیا اکیلے پہ نرغہ ترائی میں
چاروں طرف سے گھر گیا سقّہ ترائی میں چلنے لگا اِدھر سے بھی نیزہ ترائی میں
نیزے کی چال بھیڑوں کی خاموش موت تھی
بجلی تو کوندتی تھی، کڑک تھی نہ صوت تھی

(۶۱)

نیزے کو گاہ مشکِ سکینہ کو چوم کر کرتے تھے وار مثلِ علیؑ گھوم گھوم کر
نیزے سے کہتے جاتے تھے کر اور دُھوم کر عباسؑ جس ہجوم پہ جاتے تھے جھوم کر
اک حملے میں ہزاروں کو فی النّار کرتے تھے
بدبخت مارے خوف کے بے موت مرتے تھے

(۶۲)

اس جنگ پر بھی فوج کے ہوتے تھے کم نہ دَل مارے ہزار اور بڑھ آئے ہزار یل
شانے جری کے ہو گئے تھے لڑتے لڑتے شل کہتے تھے راہوار سے چل اور تیز چل
ہوگا کرم غلام کو لے چل امام تک
پہنچا دے مشک خیمۂ شاہِ انام تک

(۶۳)

جانیں ہماری جراتِ عباسؑ کے نثار پیہم بڑھائے جاتے تھے سرعت سے راہوار
چھپ کر کسی شقی نے عقب سے کیا جو وار کٹ کر گرا زمیں پہ یدِ راست ایک بار
دائیں بغل میں داب کے سیدھا کیا علم
پُھرتی سے بائیں ہاتھ میں نیزہ کیا علم

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۶۴)

لڑتا ہُوا لعینوں سے وہ شیرِ نر چلا　　جس پر اُٹھایا ہاتھ وہ سوئے سقر چلا
یوں سیکڑوں جوانوں کو فی النّار کر چلا　　ناگاہ دستِ چپ پہ کسی کا تبر چلا
اب کیسے لڑتے ہاتھ تو دونوں قلم ہوئے
پھرتی سے آپ مشکِ سکینہ پہ خم ہوئے

(۶۵)

شیرِ خدا کے شیر نے ہارا نہ حوصلہ　　خیمے کی سمت بڑھتا رہا اسپِ باوفا
سر پر کسی کا آکے جو گرزِ گراں پڑا　　سر تھا دو پارہ جیسے ہو قرآں کھلا ہوا
پشتِ فرس پہ منھ کو جری رکھ کر رہ گیا
فوارہ بن کے خونِ سرِ پاک بہہ گیا

(۶۶)

قربان جایئے اسدِ بو تراب کے　　سر پر تو زخمِ گرزِ گراں تھا جناب کے
پاؤں سے نکلے جاتے تھے حلقے رکاب کے　　گھوڑا مگر بڑھاتے تھے رانوں میں داب کے
اِس دُھن کے آگے اپنی کوئی فکر بھی نہ کی
پہنچے سکینہ کو یہ امانت سکینہ کی

(۶۷)

بچ بچ کے بڑھ رہا تھا اِسی دُھن میں وہ جری　　حربے ہزار پڑتے تھے تن پر گھڑی گھڑی
تلوار کوئی مارتا برچھا کوئی شقی　　یکبارگی جو تیروں کی برسات ہو گئی
غربال مشک و سینۂ عباسؑ ہو گئے
بہنے لگا جو آب تو بے آس ہو گئے

Scanned with CamScanner

(۶۸)

گرنے لگے فرس سے جو عباسِؑ نیک نام   آواز دی غلام کا آقا پہ ہو سلام
امداد کو نہ آیئے یا شاہِ تشنہ کام   حسرت رہی کہ دیکھ لوں پھر جلوۂ امام
دیکھی تھی شکل وقتِ ولادت حضور کی
مل جاتی مرتے دم بھی زیارت حضور کی

(۶۹)

دوڑے حسینؑ نہر کی جانب بچشمِ تر   گہہ بیٹھ جاتے تھے کبھی اُٹھتے تھے بیٹھ کر
اکبر سے کہتے جاتے تھے یہ شاہِ بحر و بر   بیٹا سنبھالو ٹوٹ گئی باپ کی کمر
ڈھونڈو کہاں ہے لاش مرے دستگیر کی
کس جا لُٹی کمائی جناب امیرؑ کی

(۷۰)

المختصر جو بھائی کے لاشے پہ پہنچے شاہ   دیکھا کہ بند آنکھیں ہیں لب پر ہے آہ آہ
کہتے تھے کچھ دراز تو اتنی نہیں تھی راہ   اب تک نہ آیا بالیں پہ خیر النساءؑ کا ماہ
بولے حسینؑ ہم ہیں سرہانے کھڑے ہوئے
ریتی پہ آنکھ موند کے کیوں ہو پڑے ہوئے

(۷۱)

عباسؑ بولے آنکھ میں خوں ہے جما ہوا   کُھلتی نہیں ہے آنکھ تو دیکھے نگاہ کیا
آسان کس طرح ہو زیارت کا مرحلہ   اکبر نے جھک کے آنکھ کا خوں صاف کر دیا
دیکھا رخِ امامِ اُمم جھوم جھوم کر
پڑھ لی نمازِ عشق قدم چوم چوم کر

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۷۲)

کہنے لگے بُلا کے پھر اکبر کے کان میں　　اِن کا بھی ذکر صبح دمسا ہے اذان میں
کوئی کرے نہ بے ادبی ان کی شان میں　　تم پاسباں ہو ہم تو نہ ہوں گے جہان میں
سر کوئی گر اٹھائے تو سر اُس کا توڑ دو
تیوری کوئی چڑھائے تو گردن مروڑ دو

(۷۳)

یہ کہتے کہتے پھر گئیں آنکھوں کی پتلیاں　　ماتھے پہ سرد سرد پسینہ ہوا رواں
پھیلائے پاؤں سیدھی ہوئیں کھنچ کے انگلیاں　　ہچکی کے ساتھ کر گئی پرواز تن سے جاں
اکبر پکارے ہائے چچا جاں گذر گئے
فریاد کس سے کیجئے عمو تو مر گئے

(۷۴)

لاشے پہ شاہ بھائی کے غش کھا کے گر پڑے　　سنبھلا گیا نہ ضعف سے تھرا کے گر پڑے
یہ سنسنی تھی تن میں کہ تیورا کے گر پڑے　　روتے ہوئے اٹھے تو یہ چلا کے گر پڑے
عباسؑ دے کے داغِ جوانی گزر گئے
بتیس ۳۲ سال کے نہ ہوئے تم کہ مر گئے

(۷۵)

رویا فرس سکینہ کا غمخوار اٹھ گیا　　نیزے کی تھی پکار کہ جرار اٹھ گیا
فریاد تھی علم کی علمدار اٹھ گیا　　روحِ حسنؑ پکاری مرا پیار اٹھ گیا
حیدرؑ کی تھی صدا مرا عباسؑ مر گیا
چلائیں فاطمہؑ مرا بیٹا گزر گیا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

(۷۶)

منہ رکھ کے منہ پہ کہتے تھے شہ آئی غم کی رات اے میرے چاند میری اندھیری ہے کائنات
اے خسروِ وفا' مرے شہزادۂ فرات اس بیکسی میں چھوڑ گئے تم بھی میرا ساتھ
بھائی کرے گا کون اطاعت جواب دو
ایسی کہاں ملے گی رفاقت جواب دو

(۷۷)

بولو عطش زدوں کے فدائی میں کیا کروں تم نے تو سب سے کرلی جدائی میں کیا کروں
کس طرح جاؤں خیمے میں بھائی میں کیا کروں در پر ہے منتظر مری جائی میں کیا کروں
بتلاؤ کیا بتاؤں میں جاکر حزینہ کو
پانی نہ اب پلاؤ گے اپنی سکینہ کو

(۷۸)

بس اے اثرؔ کہ ضبط کا یارا نہیں رہا اہلِ عزا میں غُل ہے عجب مرثیہ کہا
دل بھی جگر بھی ہو کے لہو آنکھ سے بہا فریاد لفظ لفظ کی مقبول ہو شہا
یونہی غمِ حسینؑ میں کُھلتی رہے زباں
برسات آنسوؤں کی ہو دُھلتی رہے زباں

شفق ۱۴

Scanned with CamScanner